70295 ـ کیا نماز حاجت مشروع ہے اور اس کا تجربہ فائدہ مند ہو گا ؟

سوال

نماز حاجت بارہ رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر دو رکعت کے درمیان تشہد اور آخری تشہد میں ہم اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر پھر سجدہ کرے ہیں سات بار سورۃ الفاتحہ اور سات بار آیۃ الکرسی اور دس بار " لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير " پڑھتے پھر یہ کہتے ہیں:
" اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة "
پھر ہم اپنی ضرورت طلب کرتے اور سر سے اپنا سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دیتے ہیں.
میرا سوال یہ ہے کہ:
مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے، میں نے دوران تعلیم اس نماز حاجت کا تجربہ بھی کیا تھا تو اللہ تعالی نے میری دعا قبول فرمائی اب مجھے پھر ایك ضرورت پیش آئی ہے جو میں اللہ سے طلب کرنی چاہتی ہوں اس کے لیے نماز حاجت ادا کروں یا نہ کروں آپ مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نماز حاجت کا ذکر چار احادیث میں ملتا ہے، جن میں سے دو احادیث تو موضوع اور من گھڑت ہیں، اور ان دو حدیثوں میں سے ایك میں بارہ اور دوسری حدیث میں دو رکعت کا ذکر ملتا ہے، اور تیسری حدیث بھی بہت زیادہ ضعیف ہے، اور چوتھی حدیث بھی ضعیف ہے اور ان دونوں حدیثوں میں دو رکعت کا ذکر ہوا ہے.

پہلی حدیث:

وہ ہے جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم بارہ رکعتیں دن میں یا رات میں کسی وقت ادا کروا ور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو جب تم اپنی نماز کی آخری تشہد پڑھو تو اس میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو، اور سجدہ میں سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھو اور دس بار

" لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير"

پھر یہ کلمات کہو:

" اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة"

اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کروا ور سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو، اور یہ بےوقوفوں کو مت سکھاؤ کیوکہ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کی دعا قبول کر لی جائیگی "

اسے ابن جوزی نے الموضوعات (2 / 63) میں عامر بن خداش عن عمرو بن هارون البلخی کے طریق سے روایت کیا ہے.

اور ابن جوزی رحمہ اللہ نے عمرو البلخی کی ابن معین سے تکذیب نقل کی ہے، اور کہا ہے: سجدہ میں قرآن کی ممانعت صحیح ثابت ہے .

دیکھیں: الموضوعات (2 / 63) اور ترتیب الموضوعات للذهبی (167).

اور اس دعاء " معاقد العز من عرش اللہ " سے مقصود میں علماء کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے جو شرع میں وارد نہیں بلکہ بعض اہل علم جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شامل ہیں نے یہ دعا کرنے سے منع کیا ہے؛ کیونکہ یہ بدعتی وسیلہ میں سے ہے، اور کچھ دوسرے علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا وسیلہ جائز ہے اس لیے نہیں کہ ان کے ہاں مخلوق کا وسیلہ جائز ہے.

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" میں کہتا ہوں: لیکن جس اثر اور روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں، اسے ابن جوزی نے " الموضوعات " میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث بلاشك و شبہ موضوع ہے، اور حافظ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ (273) میں ان کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے.

اس لیے اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، اگرچہ قائل کا قول ہی ہو " أسألك بمعاقد العز من عرشك " جو اللہ کی صفات میں سے ایك صفت کے ساتھ وسیلہ ہے، اور دوسرے دلائل کے ساتھ یہ توسل مشروع ہے جو اس موضوع احادیث سے غنی کر دیتی ہیں.

ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" أسألك بمعاقد العز من عرشك " یعنی ان خصلتوں کے ساتھ جن کا عرش عزت مستحق ہے، یا ان کے منعقد ہونے کی جگہوں کے ساتھ، اور اس کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ: تیرے عرش کی عزت کے ساتھ، لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب اس لفظ کے ساتھ دعا کرنا مکروہ سمجھتے ہیں.

اس شرح کی پہلی وجہ پر وہ خصلتیں ہوئیں جن کا عرش عزت مستحق ہے، تو یہ اللہ کی صفات میں سے ایك صفت سے توسل ہوا لہذا جائز ہو گا.

لیکن دوسری وجہ کی بنا پر جو کہ عرش سے عزت کے حصول کی جگہیں معنی ہے تو یہ مخلوق سے توسل ہے اس لیے جائز نہیں، بہر حال یہ حدیث کسی بحث و تمحیث کی مستحق نہیں اور نہ ہی تاویل کی؛ کیونکہ یہ حدیث جب ثابت ہی نہیں اس لیے اوپر جو بیان ہوا ہے اس پر اکتفاء کرتے ہیں. علامہ البانی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: التوسل انوعہ و حکامہ (48 ـ 49).

اور شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں غرابت پائی جاتی ہے جیسا کہ کہ سائل نے بیان کیا ہے کہ قیام کے علاوہ رکوع یا سجدہ میں سورۃ الفاتحہ مشروع ہے، اور یہ تکرار کے ساتھ ہے، اور پھر سوال میں یہ بھی ہے کہ " أسألك بمعاقد العز من عرشك " جیسے اور کلمات بھی ہیں اور یہ سب امور غریب اور اچھنبے ہیں، اس لیے سائل کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل مت کرے.

اور پھر نبی کریمص لی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح احادیث ثابت ہیں جن میں کوئی اشکال بھی نہیں جن میں نوافل اور عبادات نماز و اطاعت کا بیان ملتا ہے ان احادیث میں ہی ان شاء اللہ کفائت ہے " انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (1 / 46).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے.

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآت کرنے سے منع فرمایا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (480).

سوال نمبر (34692) کے جواب میں مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کی جانب سے حدیث کے متن اور سند کے ضعف کا بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

نماز حاجت کے متعلق دوسری حدیث درج ذیل ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میرے پاس جبریل علیہ السلام کچھ دعائیں لے کر آئے اور کہا: اگر آپ کو کوئی دنیاوی پریشانی ہو تو آپ یہ دعائیں پڑھ کر اپنی ضرورت مانگیں:

" يا بديع السموات والأرض ، يا ذا الجلال والإكرام ، يا صريخ المستصرخين ، يا غياث المستغيثين ، يا كاشف السوء ، يا أرحم الراحمين ، يا مجيب دعوة المضطرين ، يا إله العالمين ، بك أنزل حاجتي وأنت أعلم بها فاقضها"

اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، یا ذالجلال و اکرام، اے لوگوں کی پکار سننے والے، اے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرنے والے، اے برائی اور شر کو دور کرنے والے، اے ارحم الراحمین، اے مجبور و لاچار کی دعا قبول کرنے والے، یا الہ العالمین، مجھے ضرورت اور حاجت ہے اور تو اسے زیادہ جانتا ہے میری اس حاجت کو پورا فرما "

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے دیکھیں الترغیب و الترھیب (1 / 275) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر (419) اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (5298) میں اسے موضوع قرار دیا ہے.

اور تیسری حدیث درج ذیل ہے:

عبد اللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی کو بھی اللہ سبحانہ و تعالی کی جانب یا پھر کسی بنی آدم کی طرف کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضوء کرے اور دو رکعت ادا کر کے اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر یہ کلمات کہے:

" لا إله إلا الله الحليم الكريم ، سبحان الله رب العرش العظيم ، الحمد لله رب العالمين ، أسألك موجبات رحمتك ، وعزائم مغفرتك ، والغنيمة من كل بر ، والسلامة من كل إثم ، لا تدع لي ذنبا إلا غفرته ، ولا هما إلا فرجته ، ولا حاجة هي لك رضا إلا قضيتها يا أرحم الراحمين "

اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، رب عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ و تعالی پاک ہے، سب تعریفات و حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت واجب ہونے والے امور طلب کرتا ہوں، اور

تیرے بخشش کا طلبگار ہوں، اور ہر نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، میرے سب گناہ معاف کر دے، اور میرے سارے غم و پریشانیاں دور فرما، اور تیری رضا و خوشنودی کی جو بھی حاجت و ضرورت ہے وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین "

سنن ترمذی حدیث نمبر (479) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1384).

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند میں کلام کی گئی ہے.

اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر (416) میں ذکر کیا اور اسے ضعیف جدا یعنی بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے.

اس حدیث کا ضعف سوال نمبر (10387) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

چوتھی حدیث درج ذیل ہے:

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیںکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے علی کیا میں تجھے ایك دعا نہ سکھاؤں جب تجھے کوئی غم و پریشانی ہو تو اپنے رب سے دعا کرو تو اللہ کے حکم سے یہ دعاء قبول ہو اور تیری پریشانی و غم دور ہو جائے ؟

وضوء کر کے دو رکعت ادا کرو اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کر کے یہ کلمات ادا کرو:

" اللهم أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون ، لا إله إلا الله العلي العظيم ، لا إله إلا الله الحليم الكريم ، سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش العظيم ، رب العالمين ، اللهم كاشف الغم ، مفرج الهم ، مجيب دعوة المضطرين إذا دعوك ، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما ، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك"

اے اللہ تو اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ علی العظیم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان و زمین اور عرش عظیم کا مالك اللہ سبحانہ و تعالی پاك ہے، سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے غموں کو دور کرنے والے اللہ، اور پریشانیوں کو دور کرنے والے، مجبور و لاچار کی دعا کو قبول کرنے والے، دنیا و آخرت کے رحمن اور دونوں کے رحیم، میری اس حاجت و ضرورت میں مجھ پر رحم فرما کر اس ضرورت کو پورا کر اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے علاوہ باقی سب سے مستغنی کر دے "

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے دیکھیں: الترغیب و الترھیب (1 / 275).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب (417) میں ضعیف قرار دیا اور کہا ہے: اس کی سند مظلم یعنی اندھیری ہے اس میں ایسے روات ہیں جو معروف نہیں. اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (5287) بھی دیکھیں.

خلاصہ یہ ہوا کہ:

اس نماز کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، اس لیے مسلمان شخص کے لیے یہ نماز ادا کرنا مشروع نہیں، بلکہ اس کے مقابلہ میں جو صحیح احادیث میں نمازیں اور دعائیں اور اذکار ثابت ہیں وہی کافی ہیں.

دوم:

سوال کرنے والی کا یہ کہنا کہ:

میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے فائدہ مند پایا ہے"

اس کے علاوہ بھی کئی لوگ ایسی بات کر چکے ہیں، اور پھر اس طرح کے اقوال سے شریعت ثابت نہیں ہوتی اور کوئی امر مشروع نہیں ہو جاتا.

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صرف تجربہ کی بنا پر ہی سنت ثابت نہیں ہو جاتی اور نہ ہی دعاء کی قبولیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قبول کا سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بعض اوقات اللہ تعالی تو سنت کے علاوہ کسی اور چیز کے توسل سے بھی دعا قبول فر لیتا ہے، کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہے، اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بتدریج ہوتی ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: تحفۃ الذاکرین (140).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اور جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ فلان شخص نے اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، اور فلان نے بھی تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا؛ یہ سب اس حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بعض اوقات انسان کوئی تجربہ کرتا ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو یہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا یا جو وارد ہوا ہے اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا حصول قضاء و قدر سے ہوا ہو، یا پھر فاعل کے لیے ابتلاء و

امتحان ہو، تو کسی چیز کا ہو جانا اس کے متعلق وارد ہونے کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا " انتہی

دیکھیں: المنتقی فتاوی الشیخ الفوزان (1 / 46).

واللہ اعلم.